فَضلُ الحیِّ لَا یمُوتُ فِی علمٍ فِی اَیِّ اَرضٍ تمُوتُ ؟

المعروف

کون کہاں مریگا؟

(تصنیفِ لطیف)

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اُویسی رضوی

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر آن (وقت) بڑی شان ہے علم غیب اللہ تعالی کی عطاء کی فَراوَانی (کثرت) کا کوئی حد وحساب ہی نہیں یہی عطاءِ الٰہی آپ کا "علم مافی الغد" (ہر اسکا علم جو آئندہ کل ہو گا) بھی ہے۔اس پر فقیر کی ضَخِیۡمُ (بڑی جسامت والی) تصنیف ہے "نور الھدیٰ فی علوم ماذا تکسب غدا" منکرینِ کمالات مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ صرف انکار ہے بلکہ قائلین (ماننے والوں) کو کافر و مشرک جیسے غلیظ القابات سے یاد کرتے ہیں۔ فقیر اس رسالہ میں دلائل سے صرف یہ مسئلہ عرض کرے گا کہ "کون کہاں مریگا؟" اس رسالہ کا نام تجویز کیا "فضل الحی لایموت فی علم فی ایّ ارض تموت؟" اس میں بھی صرف چند نمونے (مثالیں) عرض کروں گا ورنہ بِالاِستِیعاب (ایک ایک جزو کا احاطہ کرتے ہوئے) موضوع کو پھیلایا جائے تو دَفاتِرُ بھی گنجائش نہیں رکھتے۔

اَہلِ ایمان کی روشنی کے لئے اتنا کافی ہے اور منکرین کے لئے دفاتر بھی ناکافی۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبه الکریم الامین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

بعد صلوٰۃ الظہر۔ بہاول پور، پاکستان

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کے کلامِ صادق (سچے کلام) اور علمائے اُمت وائمہِ ملّت (دین کے اماموں) سے حضور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کا ثبوت پیش کر کے پھر اصل موضوع شروع کروں گا۔(ان شاءاللہ تعالیٰ)

قرآن مجید

(۱) يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ [1]

ایمان بغیر تصدیق کے ہو نہیں سکتا۔لہٰذا يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ، یصدقون بالغیب کو مُستَلزِمْ (ضروری) ہوا۔اور جب چیز بالکل نامعلوم ہو تو تصدیق کیسے ہوگی

اور کس کی ہوگی؟ لہٰذا یصدقون بالغیب (غیب کی تصدیق) ہو نہیں سکتا۔جب تک یعلمون بالغیب (غیب کا علم) نہ ہو۔

(۱) نسیمُ الریاض میں ہے: ثم يكلفنا الله الايمان بالغيب الا وقت فتح لنا باب غيبه [2]

یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب (غیب پر ایمان لانے) کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔

(۲) تفسیرِ کبیر، جلد ۱۱، صفحہ ۲۵۱ میں ہے: لَا يَمْتَنِعُ أَنْ تَقُولَ: نَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ مَالَنَا عَلَيْهِ دَلِيلٌ [3]

یعنی یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے۔جس پر ہمارے لئے دلیل ہے۔

لطیفہ: ہم نے علمِ غیب نبی کریم ﷺ کے لئے کہا تو لوگ چڑ گئے ائمہ وعلماء اپنے لئے مان رہے ہیں۔معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کونسا فتویٰ جڑیں گے۔

(۳) لغات القرآن میں ہے: والغيب في قوله { يؤمنون بالغيب } ما لا يقع تحت الحواس ولا تقتضيه بداية العقول وإنما يعلم بخبر الأنبياء عليهم السلام [4] (مفردات امام راغب. ص ۳۷۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ میں "الغیب" سے مراد ہے وہ شے جو حواس کے تحت نہ ہو اور نہ ہی اسے بدایۃ العقول (عقل کے راستے) تقاضا کریں، ہاں غیبِ انبیاء علیہم السلام کی خبر دینے سے معلوم ہوتا ہے۔

اقوال المفسرین

[1] البقرۃ:3 ترجمہ: وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں۔

[2] (نسیم الریاض، القسم الاول فی تعظیم النبی لقدر النبی، 154/4، دار الکتب العلمیۃ، الطبع الاولی 1421ھ 2001م)

[3] (تفسير الكبير، باب [سورة البقرة(2): آية 3]، 274/2، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

[4] (المفردات للراغب الاصفھانی، باب کتاب الغین 367/1، دار الکتب العلمیۃ، الطبع الاولی 1421ھ 2001م)

(۱) امامُ المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں: كَانَ رجلا يعلم علم الْغَيْب [5]

یعنی خضر ایسے مرد تھے کہ علمِ غیب جانتے تھے۔

(۲) تفسیرِ درمنثور للسیوطی۔(ج۴، ص ۲۳۱) [6]

(۳) تفسیرِ ابن جریر۔(پ ۱۵، ص ۱۶۷)

کیا حضرت خضر علیہ السلام کو ذاتی علم تھا؟ کہ ان کے علم پر غیب کا اطلاق کیا جارہا ہے۔ ذاتی نہیں تھا بلکہ ان کو عطائی علم تھا۔ جس پر صحابی نے غیب کا لفظ بولا۔ معلوم ہوا کہ عطائی غیب پر بھی غیب کا لفظ بغیر صَرَاحَتْ (وضاحت) عطا کے استعمال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کا مومن ہونا ہی اس بات پر روشن دلیل ہے کہ وہ مخلوق میں سے جس کے لئے جو علم مانے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے مانے گا۔

(۴) مولانا علی قاری کتاب العقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل کرتے ہیں:

وَنَعْتَقِدُ أَنَّ الْعَبْدَ يُنْقَلُ فِي الْأَحْوَالِ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى نَعْتِ الرُّوحَانِيَّةِ فَيَعْلَمَ الْغَيْبَ۔ [7] (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۵۴)

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی کے مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت وہ غیب جانتا ہے۔

یہاں بھی علمِ غیب عطائی پر لفظ غیب کا اطلاق ہے۔

انتباہ: یہ تقریر مخالفین مطلقاً علم غیب لِلنَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اگرچہ عطائی ہو کے رد میں کام آئیگی اور ان کے دوسرے اعتراض کے جواب میں بھی جب کہ وہ کہتے ہیں علمِ غیب کا غَیْرُ اللہ پر اطلاق جائز نہیں خواہ وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہو یا اولیاء اللہ۔ مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "غاية المامول فی علم الرسول"

کون کہاں مریے گا؟ اس عقیدہ کے رَدّ میں مخالفین سورۃ لقمان کی آیت کا ایک جملہ پیش کرتے ہیں۔ فقیر اس آیت کا جملہ لکھ کر اُس کی تَفاسِیر سے اثبات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌۢ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ [8] (پ ۲۱، لقمان ۲۱)

ترجمہ: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

(۱) تفسیرِ احمدی علامہ احمد جیون تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:

---

[5] (تفسیر ابن كثير ، الكهف: 60إلي 65، 161/5، دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت، الطبعة: الأولى 1419هـ)

[6] (الدر المنثور ،الكهف: 60إلي 65، 414/5، دار الفكر بيروت)

[7] (مرقاةالمفاتيح، كتاب، باب كتاب الايمان، 62/1، دار الفكر، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

[8] لقمن:34

يجوز أن يعلمها من يشاء من محبيه وأوليائه بقرينة قوله تعالى بقرينة قوله تعالى: (إِنَّ اللہ علیه حيته) على أن يكون الخبير بمعنى المُخبر [9] (تفسیر احمدی، مطبوعہ دہلی ص ۳۳۷، جلد۲)

اور جائز ہے کہ اللہ انہیں جس کو چاہے تعلیم کردے اپنے محبوبوں اور اولیاء میں سے بسببِ قَرِینَہ اس کے قول کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے بایُں معنے (اس معنی) کہ خَبِیرْ بمعنے مُخْبِرْ (خبر دینے والا) کے ہو۔

(۲) تفسیرِ عرائس البیان میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:

وعلم خاص الخاص علم السرو هو علم الغيب ومن علم الغيب مايطلع عليه الانبياء والاولياء والملائكة بقوله عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضٰى من رسول۔ [10] (تفسیر عرائس البیان، ج۲، ص۱۴۸)

اور علمِ خاص علمِ سِر ہے جو علمِ غیب ہے جس پر انبیاء، اولیاء اور فرشتوں کو مُطّلِعْ (آگاہ) کرتا ہے اپنے اس قول کی بناپر کہ غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مُطّلِعْ نہیں کرتا مگر پسندیدہ رسول کو۔

(۳) تفسیرِ صاوی میں تحت آیۂ کریمہ ہے:

لامانع من كون اللّٰه يطلع بعض عباده الصّالحين على بعض هذه المغيبات يكون معجزة للنبى وكرامة للّولى [11]

(تفسیر صاوی، ج۲، ص۲۱۵)

تو یہ مَمْنُوع نہیں ہے کہ اللہ اپنے بعض نیک بندوں کو ان غیبوں پر مطلع کر دے تو وہ نبی کے لئے معجزہ اور ولی کے لئے کرامت کے طور پر ہو جائے۔

ثبوت علم الغیب للنبی ﷺ: متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کے لئے علم الغیب عطائی کا بیان فرمایا ہے مجملہ ان کے ایک آیت مع تفاسیر حاضر ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ [12] (سورۂ جن، پ۲۹، رکوع۲)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مُطّلِعْ نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱) تفسیرِ صاوی میں تحت آیۂ کریمہ ہے:

فليس فى الاية مايدل على نفى كرامات الاولياء المتعلقة بالكشف ولكن اطلاع الانبياء على الغيب اقوى من اطلاع الاولياء۔ [13] (تفسیر صاوی، ص۲۰۸، ج۴)

---

[9] (التفسيرات الاحمدية، سورة لقمان تحت آيت 21، 592/1، دار الكتب العلمية)

[10] (تفسير عرائس البيان، سورة الجن تحت 26، 126/3، 3 دار الكتب العلمية سن الطبعة 2008)

[11] (حاشية الصاوى، تحت سورة الجن تحت 4، 244/26، دار الجميل)

[12] (الجن: 26

[13] (حاشية الصاوى، تحت سورة لقمان، 1608/5، دار الفكر)

آیت میں اولیاء کی کرامتوں کی نفی پر دلالت نہیں ہے جو کَشْفُ (ظاہر) کے طور پر ہوں۔ لیکن غیب پر نبیوں کا مُطّلع کرنا اولیاء کے مُطّلع کرنے سے زیادہ قوی ہے۔

(۲) تفسیر کبیر میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:

ای وقت وقوع القیامۃ من الغیب الذی لایظھرہ اللّٰہ لاحد فان قیل فاذا حملتم ذلک علی القیمۃ فکیف قال الامن ارتضیٰ من رسول مع انہ لایظھر ھذا الغیب لاحد قلنا بل یظھرہ عند قرب القیمۃ[14]

وہ غیب کہ اللہ اس کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا وہ قیامت کے واقع ہونے کا وقت ہے اگر اعتراض کیا جائے کہ جب تم نے یہ معنے لئے تو پھر یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں کو باوجود اس کے کہ وہ اس غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا تو ہم جواب دیتے ہیں بلکہ وہ قُرْبِ قیامت (قیامت کے قریب) کے اس کو ظاہر کرے گا۔

احادیث مبارکہ: احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ کے علمِ غیب کی فَرَاوَانِی کے واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قال: سمعت عمر رضي الله عنه، يقول: قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاما، فأخبرنا عن بدء الخلق، حتى دخل أهل الجنة منازلهم، وأهل النار منازلهم۔[15]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کھڑے ہوئے نبی ہمارے مَابَیْن (درمیان) ایک مقام میں پس خبر دی ہم کو ایجادِ خَلْق (ابتداء پیدائش) سے یہاں تک کہ داخل ہوں اہلِ جنت کے اپنے مَنَازِلُ میں اور اہلِ نار کے اپنے مَنَازِلُ میں۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه، قال: «لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة، ما ترك فيها شيئا إلى قيام الساعة إلا ذكره[16] (متفق عليه)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بیشک ایسا خطبہ بیان فرمایا ہم کو نبی ﷺ نے کہ قیامت تک اس میں کسی اَمْرْ کو جو ظُہُوْرْ میں آنے والا تھا ترک نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا: من الْأُمُور الْمقدرَة من الكائنات.[17]

بیان فرمایا نبی ﷺ نے ان تمام امور کو جو احاطۂ قضا اور قدر میں آئے ہوئے تھے۔

[14] (تفسير الكبير ،تحت سورة الجن[72] الآيات26، 678/30، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة 1420 هـ))

[15] (صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب باب ما جاء في قول الله تعالى: {وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه} [الروم: 27]، الحديث3192، 106/4، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[16] (صحيح البخارى، كتاب القدر، باب {وكان أمر الله قدرا مقدورا} [الأحزاب: 38]، 123/8، الحديث6604 ، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[17] (عمدة القارى، كتاب القدر، باب {(33)وكان أمر الله قدرا مقدورا} 151/23، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) إن الله قد رفع لي الدنيا، فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة، كأنما أنظر إلى كفي هذه[18]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے بیشک اُٹھا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میری طرف پس میں دیکھ رہا ہوں اس کی طرف اور ان چیزوں کو جو ہونے والی ہیں اس میں قیامت تک جیسے کہ دیکھ رہا ہوں میں اپنی اس ہاتھ کی ہتھیلی کو۔

فائدہ: امام زُرقانِی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں: رفع" أي أظهر وكشف "لي الدنيا"، بحيث أحطت بجميع ما فيها[19]

رفع یعنی ظاہر کر دیا کھول دیا دنیا کو میرے آگے اس حیثیت سے کہ اِحاطہ (گھراؤ) کیا ہے میں نے تمام ان چیزوں کو جو اس میں ہونے والی ہیں۔

(۴) عن عمرو ابن الاخطب رضى الله عنه في حديث طويل فأخبرنا بما كان وبما هو كائن» فأعلمنا أحفظنا۔[20] (رواہ مسلم)

حضرت عَمرو بن اَخطَب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حدیثِ طَوِیل (لمبی حدیث) کے ضمن میں پس خبر دی ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اُن اُمُور سے جو ہو چکے ہیں اور اُن اُمور سے جو آئندہ ہونے والے ہیں پس زیادہ دَانَا (سمجھدار) ہم میں سے وہ تھا جو بہت یاد رکھنے والا تھا۔

(۵) عبد الرحمن بن عائش يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رأيت ربي في احسن صورة قال فيم يختصم الملا الا على؟ فقلت انت اعلم يا رب قال فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السموات والارض وتلا (وكذلك نري إبراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين)[21]

عبد الرحمن بن عَائِش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے اپنے رَبّ کو احسن صورت میں دیکھا۔ اس نے فرمایا، ملائِ اعلیٰ (فرشتے) کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا تو زیادہ باخبر (واقف) ہے۔ اس نے اپنا قدرت کا ہاتھ میرے کاندھوں کے درمیان رکھا تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا میں نے جان لیا، پھر آپ نے آیت تلاوت کی کہ یونہی ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں وزمین کے مَلَکُوت (بادشاہی) دکھاتے ہیں تاکہ وہ یقین والوں سے ہو جائیں۔

اقوالِ محدثین

(۱) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت است درمیاں ایں دو روایت زیرا کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان رادید وحبیب علیہ السلام ہرچہ درآسمان وزمین بود حالی از ذوات وصفات وظواہر وبواطن ہمسہ را دید رواہ الدارمی مرسلا وللترمذی نحوہ عنہ

[18] (شرح الزرقاني، الفصل الثالث: في انبائه ﷺ، 123/10، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417ھ 1996م)

[19] (شرح الزرقاني، الفصل الثالث: في انبائه ﷺ، 123/10، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417ھ 1996م)

[20] (صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب اخبار النبي ﷺ فيه، 2217/4، الحديث 2892 دار إحياء التراث العربي بيروت)

[21] (سنن الدارمي، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، 126/2، المصدر: الشاملة الذهبية)

وعن ابن عباس رضی اللہ عنه ومعاذ بن جبل وحدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنه که مانند حدیث عبدالرحمن ست ترمذی درآخر اومیگوید ہذا حدیث صحیح وسئلت محمد ابن اسماعیل عن ہذا الحدیث فقال ہٰذا حدیث صحیح

مُحَقِّقِیْن(تحقیق کرنے والوں) نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں میں فرق ہے وہ یہ کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے صرف زمین وآسمان کے مُلک دیکھے اور حبیب کریم ﷺ نے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے تمام کو دیکھا۔ ذوات کو دیکھا اور صفات کو دیکھا ظواہر کو دیکھا بواطن کو دیکھا سب کو دیکھا۔ اس روایت کو دارمی نے مُرسلاً روایت کیا اس طرح ترمذی نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل سے بھی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت عبد الرحمن بن عائش کی طرح ہے۔ ترمذی نے آخر میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲) حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث (عبد الرحمن بن عایش رضی اللہ عنہ سے مروی) کے ترجمہ میں لکھا:

پس دانستم ہر چه درآسماں ہا وہرچه درزمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں [22]

(۳) تفسیر عزیزی تحت قوله تعالیٰ ویکون الرسول علیکم شهیدا میں ہے:

یعنی وباشد رسول شما برشماگواه زیرا که او مطلع است بنورنبوت بررتبه ہرمتدین بدین طورکه درکدام درجه ازدین من رسیده وحقیقت ایمان اوچیست وحجابے که بداں ازترقی محجوب مانده است کدام است پس اومے شناسد گناہاں شماراودرجات ایمان شماراواخلاص ونفاق شماراولہٰذا شہادت او دردنیا وآخرت به حکم شرع درحقیقت امت مقبول وواجب العمل است ۔ [23]

(۴) امام قُسْطَلَانِی نے مَوَاہِب میں فرمایا ہے:

إذ لا فرق بين موته وحياته في مشاهدته لأمته ومعرفته بأحوالهم وعزائمهم وخواطرهم، وذلك عنده جلي لا خفاء به [24]

اس لئے کہ آپ کے مُشَاہِدَہ کرنے میں اپنی امت کے لئے اور آپ کے جان لینے میں ان کے احوال اور نِیَّاتُ (نیت) وعَزَائِم (ارادہ) اور خَوَاطِرْ (خیالات) کو۔ آپ کی موت اور حیات میں کوئی فرق نہیں اور یہ سب آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔

(۵) نواب صدیق حسن خان (وہابی غیر مقلد) نے لکھا:

---

[22] (اشعة اللمعات، تحت حديث عبدالرحمن بن عايش رضی الله عنه)
پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اور اس کے احاطہ سے۔(ن اُویسی)

[23] یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نور نبوت سے ہر دیندار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے، تو حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ءایمان کو اور تمہارے نیک وبد اعمال کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اسی لیئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت دنیا وآخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔(ن اُویسی)

[24] (مواهب اللدنية، الفصل الثاني في زيارة قبره الشريف ومسجده المنيف، 595/3، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر)

وقال في كتاب المنن وهو احسنن المؤلفات فلا ينا في الايات الدالة على انه لايعلم لان المنفى علمه من غير واسطة فكل ماورد عنه من الغيوب ليس هو الا عن اعلام اللّٰه به

صدیق حسن نے اپنی کتاب مسک الختام میں کہا کہ

یعنی اور کہا کتاب الْمِنَن میں حالانکہ وہ اَحْسَنِ مُؤَلّفَات کی ہے اَخْبَارْ بِالْغَیبْ (غیب کی خبریں دینا) آپ کا ان آیات کو منافی نہیں جو آپ کی نفی علم پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے تحقیق مَنْفِی آپ کا علم بلاواسطہ ہے۔ پس جو کچھ کہ آپ سے وارد ہوا ہے غُیُوب (غیب کی جمع) سے وہ نہیں مگر اللہ کے خبر دینے سے ساتھ اس کے۔

(۶) خَبَرُهَا عَلَى التَّوَاتُرِ لِكَثْرَةِ رُوَاتِهَا واتّفَاقِ مَعَانِيهَا عَلَى الاطّلاعِ عَلَى الْغَيْبِ[25]

قاضی عیاض نے کہا تحقیق متواتر ہیں اخبار اور متفق ہیں معانی اُن کے اوپر مطّلع ہونے آپ کے غیب پر۔

مُعَارَضَہ فِی النُّصُوْص (مناظرہ کی ایک قسم) کے مُرتَکِب ہو کر بدعویٰ اجتہاد وفقاہت فی الدِّین (اجتہاد اور دین کی سمجھ ہونے کا دعوی کرتے ہوئے) اپنی عادت پر فِیهِ نَظَرٌ کی آڑ میں آکر نَاسِخ مَنْسُوْخ، قوی ضعیف، رَاجِح مَرْجُوْح، واحد، مشہور (احادیث کی اصطلاحات) کے پھندے میں پھنس گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علاوہ ترکِ ادب سیّد العجم والعرب کے فلاں کافر فلاں مشرک فلاں مُبْتَدِع کہنے میں مبتلا ہو گئے۔(نعوذ باللّٰہ من شرور ما فی الصدور)

(۷)عن حذيفة، قال: «قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما، ما ترك شيئا يكون في مقامه ذلك إلى قيام الساعة، إلا حدث به»، حفظه من حفظه ونسيه من نسيه، قد علمه أصحابي هؤلاء، وإنه ليكون منه الشيء قد نسيته فأراه فأذكره، كما يذكر الرجل وجه الرجل إذا غاب عنه، ثم إذا رآه عرفه[26]

حُذَيْفَةَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا؟ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ واسمِ قبيلتِه[27]

یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہمارے میں رسول اللہ ﷺ ایک مقام پہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اسی جگہ پر کسی شے کو تا قیامت نہ چھوڑا سب کو بیان فرمایا اسے جس نے یاد کر لیا اسے یاد رہا جو بھول گیا وہ بھول گیا، اسے ان تمام اصحاب نے معلوم کر لیا اب ہمارا یہ حال ہے کہ جس کا ذکر ہمارے سامنے ہوتا میں اسے یاد کرتا اور پہچانتا ہوں ایسے جیسے کوئی بھی ایک عرصہ غائب رہے تو پھر ملنے پر یاد آجاتا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے دوسرے ساتھی بھی یاد رکھتے ہیں یا بھول گئے ہیں۔ ورنہ بخدا رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک ہر فتنہ کے سربراہ کا نام بتایا وہ کُل تین سو یا زیادہ تھے آپ نے ان کے نہ صرف نام بلکہ ان کے آباؤ قبیلوں کا بھی نام بتایا۔

---

[25] (الشفا، صل (وَمِنْ ذَلِكَ مَا اطلع عَلَيْهِ مِنَ الغيوب وَمَا يكون، 336/1، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1409 ھ 1988 م)

[26] (صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب اخبار النبي ﷺ فيه، 2217/4، الحديث 2891 دار إحياء التراث العربي بيروت)

[27] (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، الفصل الثانی، 1484/3، الحديث 5393 المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

فائدہ: تھوڑے وقت میں سب کچھ بتانا معجزہ ہے لیکن مُخَالِفِین تاحال تَرَدُّد(شک) میں ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے اتنے بڑے حالات کیسے بتادیئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "دیوبندی وہابی کی نشانی"

علوم ثلٰثہ: (۱) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۲) کل کیا ہوگا؟ (۳) کون کہاں مرے گا؟

علم مَافِی الْاَرْحَام (ماں کے پیٹ کا علم) اور علم مَافِی الغَدْ (آئندہ کا علم) اور کون کہاں مرے گا؟ تینوں پر فقیر اویسی غفرلہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ (جداجدا) تصانیف ہیں بعض روایات میں ان تینوں کا بَیَکْ وَقْت (ایک وقت) یکجا (ایک جگہ) بھی ثبوت مل جاتا ہے اسی لئے بعنوانِ مذکور فقیر اِخْتِصَار (مختصر) کے ساتھ عرض کر رہا ہے اور ان تینوں کے متعلق بھی ہمارا وہی عقیدہ ہے جو پہلے مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں (انبیاء و اولیاء) کو ان کے بہت سے جُزْئِیَّات (جزئی) کا علم عطا فرماتا ہے۔ چند نمونے مُلَاحِظَہ ہوں۔

وصال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشار ضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا، تمہیں ایک ضَرَبْ (مار) یہاں اور ایک یہاں لگے گی اور آپ نے کنپٹی کی طرف اشارہ فرمایا۔[28]

فیسیل دمھما حتی تخضب لحیتك [29] (خصائص کبریٰ، ج۱ص۲۷)

پس تمہارے خون نکلے گا، اور تمہاری داڑھی خون میں تَرْ (گھیلا) ہو جائے گی۔

فائدہ: اس حدیث میں حضور سیّد عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے امام المشارق والمغارب حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کا نقشہ قبل از وقت (وقت سے پہلے) کھینچ کر رکھ دیا ہے اور اس کی کیفیت بھی بیان فرمادی۔ ثابت ہوا کہ حضور سیّد عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وفات کا علم تھا۔

مزید براں (اس پر مزید)**:** حاکم کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے، لوگوں نے آپ کی حالت دیکھ کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اِسی مرض میں انتقال فرماجائیں گے۔ جس پر حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إنه لن يموت إلا مقتولا [30] (خصائص کبریٰ)

ہرگز نہیں علی تو شہید ہوں گے یعنی اس مرض میں ان کا انتقال نہیں ہوگا۔

فائدہ: سیدنا علی المرتضیٰ مشکل کشار ضی اللہ عنہ کی شہادت کا حضور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو علم تھا، جس کی آپ نے قبل از وقت (وقت سے پہلے) خبر فرمادی۔ اور یہی وہی علمِ غیب ہے جس کے لئے وہابی دیوبندی کہتے ہیں کہ کسی کو کیا خبر کہ کل کیا ہوگا؟ اور جو ایسا عقیدہ کسی نبی ولی کے لئے رکھے تو وہ مشرک اور کافر ہے۔ (معاذ اللہ)

---

[28] (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، الفصل الثاني، 1484/3، الحديث 5393 المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

[29] (الخصائص الكبري، باب خلافة بني عباس، 210/2، دار الكتب العلمية بيروت)

[30] (الخصائص الكبري، باب خلافة بني عباس، 211/2، دار الكتب العلمية بيروت)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خواب: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں تین چاند اُتر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو تمام زمین والوں سے بہتر ہیں۔ جب رسول اکرم ﷺ کی وفاتِ ظاہری ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے سب چاندوں سے بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۶ میں ہے۔

أخرج سعيد بن منصور عن سعيد بن المسيب قال: رأت عائشة رضي الله عنها كأنه وقع في بيتها ثلاثة أقمار، فقصتها على أبي بكر وكان من أعبر الناس، فقال: إن صدقت رؤياك ليدفنن في بيتك خير أهل الأرض ثلاثًا. فلما قبض النبي صلى الله عليه وسلم قال: يا عائشة! هذا خير أقمارك[31]

اب بات یقینی اور بدیہی (روزِ روشن کی طرح واضح) ہوگئی کہ اُمور خمسہ مذکورۂ آیت إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ[32] الایۃ کا علم بتعلیم الٰہی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم دینے کے ساتھ) انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ (پانچ امور) کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مَخْبُوْطُ الْحَوَاس (باؤلا) اور دین سے بے بَہرَہ (بے علم) اور بدنصیب ہے کہ اپنی بات من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو نہیں نہ ذاتاً نہ بواسطِ تعلیم الٰہی (اللہ کے واسطے سے علم) آیت کی تفسیر بداہۃً (کھلی بات) کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضَلَالُ (گمراہی) ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی کی تفسیرِ کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصریہ (میریہ) ص ۳۸ پر ہے:

وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ مُشَاهَدًا مَحْسُوسًا، فَالْقَوْلُ بِأَنَّ الْقُرْآنَ يَدُلُّ عَلَى خِلَافِهِ مِمَّا يَجُرُّ الطَّعْنَ إِلَى الْقُرْآنِ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ[33]

یعنی یہ جب محسوس مُشاہَد (مشاہدہ کیا ہوا) ہے اور کہنا کہ قرآن اس کے خلاف بتاتا ہے تو یہ قول باطل ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی موت ومدفن:

عن أم ذر قالت: لما حضرت أبا ذر الوفاة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لنفر أنا فيهم: «ليموتن رجل منكم بفلاة من الأرض تشهده عصابة من المؤمنين» وليس من أولئك النفر أحد إلا ومات في قرية وجماعة فأنا ذلك الرجل، والله ما كذبت، ولا كذبت فابصري الطريق. فقلت: أني وقد ذهب الحاج، وتقطعت الطريق. فقال: اذهبي فتبصري فبينما أنا وهو كذلك إذا أنا برجال على حالهم كأنهم الرخم تجد بهم رواحلهم، فألحت بثوبي، فأسرعوا إلي حتى وقفوا علي قاموا عليه، ودفنوه۔[34] (اخرجه الحاكم وابونعيم)

---

[31] (تاريخ الخلفاء، الباب الخليفة الاول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، 87/1، مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة: الطبعة الأولى: 1425هـ2004م)

[32] لقمن:34 ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم

[33] (تفسير الكبير، باب[سورة الجن(72): آية 28]، 679/30، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

[34] (المستدرک للحاکم، بابمحنة أبي ذر رضي الله عنه، 388/3، الحديث5470، دار الكتب العلمية بيروتالطبعة: الأولى، 1411 1990)

یعنی اُمّ ذَرّ فرماتی ہیں: کہ جب ابوذر کی وفات کا وقت ہوا تو ابوذر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو ایک جماعت کو فرماتے سنا ان میں ایک میں بھی تھا کہ تمہارا ایک مرد ویرانہ میں مریگا اور اس کی نماز جنازہ پر مومنین کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ جس جماعت میں آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے یہ فرمایا تھا وہ سب مر چکے، اب صرف میں باقی ہوں اس سے متعین ہوگیا کہ ویرانہ میں مرنے والا وہی مرد میں ہوں۔ اب راستہ پر دیکھ کوئی جماعت تو نظر نہیں آرہی ہے، میں نے کہا جماعت کہاں اب تو تمام لوگ حج کو چلے گئے اور راستے سنسان پڑے ہیں۔ بہر حال میں باہر نکلی تو بہت لوگ نظر آئے، میں نے کپڑا ہلایا وہ آئے اور ابوذر کی نماز جنازہ پڑھی۔

فائدہ: ان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات مقامِ رَبْزَہْ میں ہوئی اور یہ مقام یَنْبُعْ اور مدینہ منورہ کے مابین (درمیان میں) واقع ہے۔ اس میں حضرت ابوذر کا مقامِ وفات بھی بتایا اور علوم مَافِی الغَدْ (آئندہ کا علم) کے علاوہ ابوذر کے حالات بھی بتادیئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "سوانحِ ابوذر غفاری" (مطبوعہ)

خلفاء اربعہ رضی اللّٰہ عنہم کی موت کی خبر:

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا لِسَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَطَلَعَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: «يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَ عَلِيًّا۔[35] (رواہ احمد وبزاز والطبرانی فی الاوسط)

(۲) عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان على حراء هو وأبو بكر، وعمر، وعثمان، وعلي، وطلحة، والزبير، فتحركت الصخرة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اهدأ فما عليك إلا نبي، أو صديق، أو شهيد»[36] (رواہ مسلم)

یعنی رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہمارے ہاں تشریف لائے، سعد بن ربیع کے لئے آپ رونق مجلس ہوئے اور ہم بھی بیٹھ گئے۔ فرمایا تمہارے ہاں ایک جنتی آنے والا ہے، جب وہ تشریف لائے تو وہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تھے، پھر فرمایا ایک اور جنتی آنے والا ہے، وہ تشریف لائے تو وہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) تھے، پھر فرمایا ایک اور جنتی آنے والا ہے، وہ تشریف لائے وہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) تھے، پھر فرمایا کہ ایک اور جنتی آنے والا ہے، ہم نے کہا یا اللہ وہ علی (رضی اللہ عنہ) ہوں، چنانچہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے۔

زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ کا مفصل حال:

---

[35] (مسند الشاميين للطبرانی، الْوَضِينُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، 375/1، الحديث 651، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 1984)

(مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، 166/3، الحديث 12286، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[36] (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل طلحة، والزبير رضي الله عنهما، 1880/4، الحديث 2417، دار إحياء التراث العربي بيروت)

بیہقی میں حضرت انیسہ بنت زید بن اَرْقَمْ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ زید بن ارقم کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید تیری بیماری خوفناک نہیں ہے۔ لیکن اسوقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب کہ میرے بعد تیری عمر دراز ہوگی۔ اور تیری آنکھوں کی بینائی (آنکھ کی روشنی) جاتی رہے گی۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں ثواب کا طالب ہوں گا۔ اور صبر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب تو تو بے حساب جنت میں جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی ، کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے پھر بینائی عطا فرمادی۔ اور اس کے بعد وہ انتقال کر گئے۔[37] (مشکوۃ و حجۃ اللہ علی العالمین)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور فخر عالم ﷺ کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بینائی چلے جانے کا علم تھا اور یہ علم تھا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہوگی اور ان کا اُس مرض میں انتقال نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور ﷺ کے ظاہری وصال شریف کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی ، یہی علمِ غیب اور یہی علم مَافِی الغَدْ (آئندہ کا علم) ہے جس میں ہمارا دیوبندیوں اور وہابیوں کے مابین اختلاف ہے ، ہم کہتے ہیں کہ نبی اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب ہے اور مافی الغد کا علم بھی لیکن یہ لوگ اس عقیدہ کو شرک کہتے ہیں۔

ابن بسر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری: ابن بسر رضی اللہ عنہ کو ایک صدی (سو سال) زندہ رہنے کی خبر دے دی ، چنانچہ بیہقی اور حجۃ اللہ علی العالمین میں یہ حدیث مروی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

وَقَالَ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِيشُ هَذَا الْغُلَامُ قَرْنًا فَعَاشَ مائَة سنة۔[38] (حجۃ اللہ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ، اس لڑکے کی عمر ایک سو سال ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو یہ علم تھا کہ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال ہوگی۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ واقعی حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال ہی ہوئی۔ یہی علمِ غیب اور علم مَافِی الغَدْ (آئندہ کا علم) تو ہے جس کا ہمارا دعویٰ ہے بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو اپنے ہر امتی کی زندگیوں کا علم ہے۔

ایک عجیب وغریب انکشاف: طبرانی شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کہ صدیقِ اکبر (رضی اللہ عنہ) کے گھر جاؤ وہ گھر پہ ملیں گے انہیں جنت کی بشارت دو ، پھر تمہیں عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) ثَنْیَۂ مقام پر ملیں گے وہ حِمَارْ (دراز گوش) پر سوار ہوں گے ان کی پیشانی چمک رہی ہوگی ان کو بھی جنت کی بشارت دو ، پھر تم چلو گے یہاں تک کہ تمہیں عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) ملیں گے ، وہ بازار میں خرید وفروخت کر رہے ہوں گے ان کو جنت کی بشارت دو۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب میں ان حضرات کے پاس پہنچا تو جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔[39] (خصائص کبریٰ ، ج ۲ ، ص ۱۲۱)

---

[37] (مشكاة المصابيح، كتاب الْفَضَائِلِ وَالشَّمَائِلِ، الباب الْفَصْل الثَّالِث، 1671/3، الحديث 5939، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

[38] (مسند الشاميين للطبرانى، باب مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ، 17/2، الحديث 836 ، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 1984)

[39] (المعجم الاوسط، باب من اسمه احمد ، 266/1، الحديث 868 ، دار الحرمين القاهرة)

فائدہ: اس اِنکِشَاف(وضاحت) میں در جنوں مافی الغد ودیگر غُیُوب(غیب کی جمع) کا بیان ہے لیکن کوئی نہیں مانتا تو اس کا کیا علاج۔

ایک فرشتے کا علم: بخاری ودیگر کُتبِ اَحَادِیث(احادیث کی کتابوں) میں ہے کہ نُطفَہ(منی) ماں کے پیٹ میں ٹھہرنے کے بعد ایک عرصہ تک یونہی پڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ اس مُضغَہ(لوتھڑا) کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے اعمال، موت کا وقت اور ذریعہ رزق اور اس کا شَقِی یعنی بد بخت وسعید یعنی نیک بخت ہونا لکھتا ہے، پھر اس مضغہ(لوتھڑا) میں روح پھونکی جاتی ہے۔[40]

اس حدیث کو مفصل فقیر نے رسالہ "ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟" میں لکھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے بخوبی واضح ہوگیا کہ فرشتہ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا، اور کیا عمل کرے گا، اس کو رزق کس ذریعہ سے ملے گا۔ کل تو دَرکَنَار(ایک طرف) تمام عُمر کے اعمال سے خبر دار ہوتا ہے۔

فاتح خیبر کے لئے غیبی خبر: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ[41]

(المشکوٰۃ باب مناقب علی بن ابی طالب، ص ۵۶۳)

یعنی فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یومِ خیبر میں کہ میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا، اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ اور وہ شخص اللہ ورسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو مافی الغد کا علم ہے

اونٹنی کے حمل اور اس کے نطفہ کی خبر: علامہ دَمیرِی رحمہ اللہ نے لکھا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مقام رَوْحَا میں سرکار مدینہ ﷺ کو ایک جنگلی آدمی ملا۔ اور حضور نبی پاک ﷺ سے کہنے لگا اگر آپ واقعی اللہ کے سچے نبی ہیں تو یہ بتائیں کہ میری اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ حضور پاک ﷺ تو خاموش رہے مگر آپ کا غلام سلمٰی بن سلامہ رضی اللہ عنہ بولے یہ بات آپ ﷺ سے نہ پوچھ بلکہ ان کے غلام سے پوچھ۔ اِدھر آ بتاؤں تو نے اونٹنی سے خود بد فعلی کی ہے اور تیرے نطفے کا لوتھڑا ہے اس کے پیٹ میں۔ یہ سن کر وہ دیہاتی تو نہ بولا لیکن حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا سلمہ نے اس کا راز فاش(راز کھول دیا) کر دیا۔[42] (حیوۃ الحیوان للدمیری رحمۃ اللہ علیہ)

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کی خاموشی عیب پوشی(عیب چھپانے) کی بنا پر تھی ورنہ جس غلام کو علم ہے وہ اسی کے آقا ﷺ کا صدقہ تو ہے۔

---

[40] (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، 111/4، الحدیث 3208، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ)

[41] (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، الفصل الاول، 1719/3، الحدیث 6089 المکتب الإسلامي – بیروت، الطبعۃ: الثالثۃ، 1985)

[42] (حیوۃ الحیوان للدمیری رحمۃ اللہ علیہ، السخلۃ: فرع، 25/2، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1424 ھ)

علمِ غیب میں جن کا عقیدہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کہیں جنگل میں جا رہے تھے ایک سانپ کو مُردہ پاکر اسے کپڑا اپھاڑ کر کفنا کر(کفن پہنا کر) دفنایا۔ اچانک کسی قائل نے کہا:

يا سرق اشهد لسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لك: ستموت بأرض فلاة فيكفنك ويدفنك رجل صالح [43]

(آكام المرجان ، ص۵۷)

یعنی اے سرق میں گواہی دیتاہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ تو ایک جنگل میں مرے گا تمہیں ایک مردِ صالح کفن دے گا اور دفنائے گا۔

پوچھا تم کون ہو اے بولنے والے تم پر خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔ فرمایا کہ یہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا۔ اب صرف میں اور یہ رہ گئے تھے اس فوت ہونے والے کا نام سرق ہے۔

فائدہ: کون کہاں مرے گا؟ کا عقیدہ واضح ہے۔ مردِ صالح کے دفنانے کی خبر غیب مزید براں(اس پر مزید) ہے اور اسے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا صالح ہونا سب کو معلوم ہے یہ بھی ایک غیبی خبر ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو مخالفین نہ صرف صالح (نیک آدمی) مانتے ہیں بلکہ انہیں خلیفہ راشد اور صدی اوّل کا مجدّد (پہلی صدی کا مجدد)۔ الحمد للہ یہ جملہ امور ہمارے مُؤیّد(تائید کرنے والے) ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو اپنے وصال کا علم: بدبخت قوم نے یہاں تک بھی لکھ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے مُتعلّق خبر نہ تھی کہ آپ کے ساتھ آنے والے حالات کیسے ہوں گے۔[44] (معاذ اللہ)(براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان)

اور اس پر استدلال کیا آیت: وَمَآ اَدۡرِىۡ مَا يُفۡعَلُ بِىۡ وَلَا بِكُمۡ ؕ [45] [میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔] سے۔

اس کی تفصیل فقیر نے ایک رسالہ "خاتمۃ نبی آخر الزمان" میں لکھ دی ہے۔ سر دست چند حوالے حاضر ہیں۔

وصال مصطفےٰ ﷺ:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِي هَذَا» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ [46]

(مشکوٰۃ)

---

[43] (آكام المرجان في احكام الجان. في أن الجنّ مكلفون بإجماع أهل النّظر. 71/1. مكتبة القرآن مصر القاهرة)

[44] (براہین قاطعہ از خلیل احمد انبٹھوی ، ص51. مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ سہارنپور)

[45] الاحقاف:9

[46] (مشكاة المصابيح. كتاب الْفَضَائِل وَالشَّمَائِل. الفصل الثالث. 1683/3. الحديث 5968 المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة، 1985)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس مقام پر حوضِ کوثر کی طرف دیکھ رہا ہوں، پھر فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ جس کے سامنے دنیا کی زینت پیش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو اختیار کیا۔

فائدہ: اس بندہ سے مراد خود رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ مخالفین کو بھی اِعتِرَافُ (تسلیم) ہے۔

اس میں آپ ﷺ نے اپنے وصال کی نہ صرف خبر دی ہے بلکہ اپنے علم کی وُسعت (کشادگی) بھی ظاہر فرمائی ہے کہ حوضِ کوثر زمین سے اوپر جنت میں بہت دور ہے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسے یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

اپنا آپ کا اور دو یاروں و عیسیٰ علیہ السلام کے مدفن کا علم:

حدیث شریف میں ہے: يَنْزِلُ عِيسَى بن مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي فأقوم أَنَا وَعِيسَى بن مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[47] (مشکوٰۃ شریف)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے، نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی وہ پینتالیس برس تک دنیا میں رہیں گے پھر وہ وصال فرمائیں گے اور میری قبر میں دفن کئے جائیں گے (قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قبر سے ابی بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے درمیان اُٹھیں گے۔

حدیث بالا سے چار باتیں روشن ہوئیں۔

- حضور اکرم ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نُزول (قیامت کے قریب اترنے) کے بعد نکاح کرنا اور اُن کے ہاں اولاد پیدا ہونے کا بھی علم ہے۔
- حضور انور ﷺ کو یہ بھی علم ہے کہ قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے روضۂ اطہر میں میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔
- حضور اکرم ﷺ کو یہ بھی علم تھا کہ میرے ساتھ روضۂ اقدس میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی مدفون ہوں گے۔ جیسا کہ آج بھی یہ بات روشن ہے۔
- آپ ﷺ کو یہ بھی علم ہے کہ قیامت کے دن ہم چاروں اکٹھے ہی اُٹھیں گے۔

مزید براں: طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مشکل الآثار" میں لکھا ہے کہ حضور نبی پاک شہ لولاک کا ارشاد مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ[48] ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی آرامگاہ آپ کا گھر ہے اور یہ آپ کی نبوت کی بڑی نشانی ہے اس لئے کہ کوئی نفس بھی از خود (خود سے) یہ

---

[47] (مشكاة المصابيح، كتاب الفِتَن، الفصل الثالث، 1524/3، الحديث 5508 المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

[48] (شرح مشكل الآثار، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ: "بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ"، 315/7، الحديث 2872 مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى 1415 هـ، 1494 م)

نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہو گی اور کہاں مدفن ہو گا، لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ نے علم عطا فرمایا کہ آپ کی وفات کہاں ہو گی اور آپ کی آرام گاہ کہاں ہو گی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے اُمّت کو بھی اس کی اطلاع فرمائی۔

فوائد:

★ حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے وِصَالُ (ظاہری وفات) کے وقت کا علم تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ فرش پر کھڑے ہو کر حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرما رہے ہیں، جو حوضِ کوثر کو زمین پر رَہ کر ملاحظہ فرما رہے ہیں اُن سے دنیا کی کوئی شئے مَخْفِی (چھپی) رہ سکتی ہے۔ جب آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ بندہ کو اختیار دیا گیا ہے، کہ وہ دنیا کو پسند کرے یا آخرت کو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ الفاظ سُن کر رونے لگے۔

★ معلوم ہوا کہ نبی اللہ کو یہ اِخْتِیَارُ ہوتا ہے کہ وہ جب چاہیں اپنا وصال ہونا پسند فرمالیں یہ صرف آپ ﷺ ہی کے لئے نہیں، بلکہ کُل انبیاء اکرام علیہم السلام کو اختیار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: إنه لم يقبض نبي حتى يرى مقعده من الجنة، ثم يخير۔[49] (بخاری ومسلم شریف)

ترجمہ: تحقیق کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی، جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانا جنت دنیا ہی میں نہ دیکھ لیں اور پھر اُنہیں اختیار دیا جاتا ہے چاہے دنیا میں رہنا پسند کرلیں یا آخرت کو اختیار فرمائیں۔

★ اس حدیث مبارک سے دو باتیں واضح ہو گئیں کہ نبیءُ اللہ کو اپنے مقام جنت کا بھی علم ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ خدا کے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ اختیار ہوتا ہے۔ جب اُن کی مرضی ہو وہ وصال فرمائیں۔ یہ ہر نبی کا خاصہ ہے اس حدیث سے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بَشَرْ قِیَاس (ذہن میں دو چیزوں کے درمیان موازنہ یا برابر کرنے کا عمل) کرنے والوں کے لئے اور یہ کہنے والوں کو نبی کو معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی پتہ نہیں۔ ایک زبردست دلیل ہے اس کے علاوہ اور بے شمار احادیث ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے وصال فرمانے کے متعلق پہلے ہی خبریں دے دیں۔

عقیدہ: انبیاء کرام علیہم السلام وِصَالُ کے بعد اُسی طرح زندہ رہتے ہیں جس طرح وہ اپنی ظاہری حیات میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضور ﷺ نے بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی وفات کے متعلق پہلے ہی خبریں دی ہیں اور بہت سے اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو بھی آپ ﷺ کے واسطہ سے اپنے اِنتِقَال کا علم ہوتا ہے۔ جس کے متعلق رسالہٗ ہٰذا (اس رسالہ) میں تفصیل دی جا رہی ہے۔

بدر میں کون کہاں مرے گا؟

حدیث شریف میں ہے: قَالَ (عمر) إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ فَقَالَ عمر فو الذي بَعثه بِالْحَقِّ مَا أخطئوا الْحُدُود الَّتِي حد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم۔[50] (مشکوٰۃ)

[49] (صحیح البخاری، كتاب المغازي، باب آخر ما تكلم به النبي صلى الله عليه وسلم، 15/6، الحديث 4463، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

[50] (مشكاة المصابيح، كتاب الْفَضَائِل وَالشَّمَائِل، الفصل الثالث، 1670/3، الحديث 5938 المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

خلاصہ یہ ہے کہ بدر میں فلاں کافر فلاں جگہ پر مرے گا اور فلاں کافر فلاں جگہ پر (ان شاءاللہ) ہر ایک کے لئے فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق دے کر مَبعُوث فرمایا جو حُدُوْد (حد کی جمع) حضور ﷺ نے بتائیں ان میں سے کوئی کافر بھی نہ چُوکا یعنی وہاں مرا جہاں حضور ﷺ نے بتایا۔

فائدہ: مافی الغد کا علم مافی الارحام کی طرح ہے دونوں عقیدے ماننے پڑیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتادیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ کل کیا ہوگا۔ دوسری یہ کہ حضور ﷺ کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا یعنی مافی الغد اور بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتْ (کون کہاں مرے گا) کا علم اللہ تعالیٰ نے مَرحَمَت (عنایت) فرمایا۔

مدفن حضرت امام حسین رضی اللّٰہ عنہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے معجم کبیر وطبرانی شریف اور ماثبت بالسنّہ میں شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے:

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت أَنَّ ابْنِي الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي بِأَرْضِ الطَّفِّ، وَجَاءَنِي بِهَذِهِ التُّرْبَةِ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا مَضْجَعَهُ[51]

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میرا فرزند حسین میرے بعد مقام طف (یعنی کربلا) کے میدان میں شہید کیا جائے گا، اور یہ مٹی میرے پاس لائی گئی ہے اور مجھے خبر دے دی گئی ہے کہ یہ ان کے مَدفَن (دفن ہونے) کی جگہ ہے۔

امام حسین رضی اللّٰہ عنہ کے وصال کی خبر: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال شہید کیے جائیں گے۔

قال رسول اللّٰه ﷺ يقتل الحسين على رأس ستين سنة من مهاجری[52] (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ: رسول اکرم ﷺ سے خواب سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں حضور ﷺ کے بعد ڈھائی برس زندہ رہوں گا۔

---

[51] (المعجم الكبير. الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. يُكَنَّى أَبَا عَبْدِ اللهِ ذِكْرُ مَوْلِدِهِ وَصِفَتِهِ وهَيْأَتِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ وَعَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. 107/3. الحديث 2814، مكتبة ابن تيمية القاهرة)

[52] (جامع الاحاديث. باب [ياء النداء مع الياء]. 178/24. الحديث 26919.)

أخرج ابن سعد عن ابن شهاب قال: رأى الرسول صلى الله عليه وسلم رؤيا، فقصها على أبي بكر، فقال: "رأيت كأني استبقت أنا وأنت درجة، فسبقتك بمرقاتين ونصف". قال: يا رسول الله يقبضك الله إلى مغفرة ورحمة، وأعيش بعدك سنتين ونصف۔[53] (تاریخ الخلفاء صفحہ٦)

رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتایا انہوں نے تَعبِیرُ بتائی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اور آپ ایک دوسرے سے سَبَقَتْ (پیش قدمی) کریں گے، آپ میرے سے ایک درجہ کی سیڑھیاں آگے نکل گئے، اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اللہ تعالیٰ پہلے بلالے گا اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن: حضور پر نور شافعِ یومُ النُّشُور ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے اولاد ہو گی۔ پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے، پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان میں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن عبداللّٰہ بن عمر وقال قال رسول اللّٰہ ﷺ يَنْزِلُ عِيسَى بن مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي فأقوم أنا وَعِيسَى بن مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔[54]

عبداللہ بن عَمْرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے شادی بیاہ کریں گے، آپ کے بچے پیدا ہوں گے اور آپ دنیا میں پینتالیس سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے۔ پھر میرے مزار میں میرے ساتھ مَدْفُوْنُ (دفن) ہوں گے، قیامت میں، میں اور عیسیٰ بن مریم، ابو بکر و عمر کے درمیان ایک قبر سے اٹھیںگے۔

فائدہ: یہ نمونہ کی صرف ایک حدیث ہے ورنہ حضور سرور عالم ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے جملہ حالات (آسمان پر تشریف لیجانے پھر زمین پر نازل ہوکر جو کارنامے سرانجام دیں گے) مفصل بیان فرمائے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تصانیف ذیل دیکھیے۔ "قیامت کی نشانیاں" "سوانح حیات عیسیٰ علیہ السلام فی علم سید الانام ﷺ" "بعد نزول مشاغل عیسیٰ علیہ السلام"

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مَدْفَنْ: حافظ طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کَوْکَبْ نامی باغ کے پاس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس جگہ ایک نیک آدمی دفن ہو گا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے وہاں مدفون ہوئے۔[55] (ابو قلابہ)

---

[53] (تاريخ الخلفاء، باب الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه. 87/1، مكتبة نزار مصطفى الباز. الطبعة: الطبعة الأولى: 1425هـ 2004م)

[54] (مشكاة المصابيح. كتاب الفِتَن. الفصل الثالث. 1524/3. الحديث 5508. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985)

[55] (سيرة الحلبية. باب ومن يرى عن التراب حائلا. 269/2. دار المعرفة. سنة النشر: 1400)

فوائد:

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فِراَسَتْ (تیز فہمی) اور کرامت ہے، فراست یہ ہے کہ جس مَوْضَعُ (مقام) پر آپ گزر رہے تھے اس کو دیکھ لیا کہ وہ قبر کی جگہ ہے اور یہ جان لیا کہ جو اس میں مدفون ہو گا وہ نیک آدمی ہو گا۔

(۲) کوکب نامی باغ اس وقت موجودہ جنۃ البقیع کے شَرْقِی (مشرقی) جانب کے ایک کونہ میں تھا جو بعد کو جنت البقیع شریف میں داخل ہوا۔ ترکوں کے دور میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گنبد نمایاں تھا لیکن نجدیوں نے (انہیں اللہ تعالیٰ غارت کرے) دوسرے روضہ مبارکہ کے ساتھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا روضہ بھی گرا کر آپ کی قبر مِسْمار (توڑ پھوڑ) کر کے چند ڈھیلے اوپر رکھ دیئے، آپ کی اس جگہ کو بعض پرانے عربی جانتے ہیں اور بس۔

(۳) یہ صرف ایک نمونہ بمطابق موضوع لکھا ہے ورنہ حضور سرورِ عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات بیان فرمائے۔ جو تاریخِ اسلام بالخصوص حالاتِ خلفاءِ راشدین میں تفصیلاً پڑھیں۔

سوالات وجوابات

سوال: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو بتعلیمِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم دینے کے ساتھ) بھی امورِ خَمْسہ کا علم نہ تھا کسی کو مخلوقات میں سے ان اُمورِ خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔

جواب: ایسے لوگ دین سے بے بہرہ (بے علم) اور بدنصیب ہیں کہ اپنی من گھڑت بات کے مُقَابِلِ خدا اور رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے فرمان کو بھول گئے ہیں۔ اور قرآن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ بتعلیمِ الٰہی بھی اِن اُمورِ خمسہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ صَرِیْح (کھلا) کُفر ہے۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تفسیرِ کبیر میں فرمایا ہے: وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ مُشَاهَدًا مَحْسُوسًا، فَالْقَوْلُ بِأَنَّ الْقُرْآنَ يَدُلُّ عَلَى خِلَافِهِ مِمَّا يَجُرُّ الطَّعْنَ إِلَى الْقُرْآنِ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ[56]

اب یہ بات صاحب تفسیرِ کبیر کے کلام سے واضح ہوئی۔

جب کہ علمِ قیامت اور علمِ غیب اور علمِ مافی الارحام اور مافی الغد اور بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ اُمورِ خمسہ ملائکہِ مُقَرَّبِیْن اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آپ کی اُمتِ مرحومہ کے ساتوں قُطْب (ولایت کا ایک درجہ) اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالا تر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سَیِّدُ الاَوَّلِیْن وآخِرِیْن محمد مصطفٰے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ مقدسہ کے نِیَازْ مَنْد (ادنیٰ غلام) بھی اس کے عالم ہیں۔ تو پھر حضور سرورِ دوجہاں آقائے دوعالم محمد الرسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر کیسے مَخْفِی (پوشیدہ) رہ سکتے ہیں کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تو ہر چیز کا سبب ہیں۔ اور عالم کی ہر شے کا وجود حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی کی بدولت اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی سے ہے۔

---

[56] (تفسیر الكبير. باب [سورة الجن(72): آية 28] . 679/30. دار إحياء التراث العربي – بيروت. الطبعة: الثالثة 1420 ھ)

سوال: علوم خمسہ کا علم جو ملائکہ مقربین کو ہونا ثابت ہے۔ یہ علم اُن کو اس لئے عطا ہوا ہے کہ ملائکہ اپنی ڈیوٹیوں کو سرانجام دینے کے لئے اُس پر مطلع ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی تو یہ ڈیوٹی نہیں ہے۔ اس لئے ملائکہ مقربی کا علوم خمسہ کو اپنی ڈیوٹی کی ذمّہ داری کے بناء پر علم ہے اور یہ اُمور نبی اللہ کے علم میں ہونا ضروری نہیں۔

جواب: ایک طرف تو مخالفین حضرات اُمور خمسہ کو صرف خُدا ہی کے لئے ہونا مانتے ہیں اور اسی پر زور دیتے ہیں کہ اِن اُمور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مُطّلِعْ (آگاہ) نہیں فرمایا، اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں تو کس طرح حَقْ بجَانِبْ (حق پر) ہو سکتے ہیں کہ ان اُمور سے ملائکہ کو ڈیوٹی سرانجام دینے کے لئے مطلع کیا گیا ہے۔

عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو عطائے خداوندی کے مُنکِر (اللہ تعالیٰ کے انکار کرنے والے) اور دوسری طرف ملائکہ کو اِن اُمور پر مطلع ہونے کے قائل ، پس ہمارا مُدعا ثابت جب کہ ملائکہ عظام کو اُمور خمسہ بتعلیم الٰہی حاصل ہو سکتے ہیں تو جو ساری کائنات کے مَلَکْ (فرشتہ) وانس وجن کے رسول ہیں وہ بھی بتعلیم الٰہی اُن امور پر مطلع ہیں، جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے۔ اور اگر ملائکہ کے لئے یہ اُمور خمسہ ہونا تسلیم کریں تو پھر بات کُھل گئی کہ عَدَاوتْ (دشمنی) صرف رسولِ خدا ﷺ سے ہے۔

سوال: حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کیا: فأخبرني عن الساعة

مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے۔

تو فرمایا کہ ما المسؤول عنها بأعلم من السائل [57]

یعنی اس بارے میں ہم سائل سے زیادہ جاننے والے نہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں۔

جواب: یہ دلیل بھی مَحَضْ لغْوْ (بے فائدہ) ہے دووجہ سے، ایک یہ کہ اس میں حضور ﷺ نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتیِ علم کی نفی کی ورنہ فرماتے لَاأَعْلَمُ میں نہیں جانتا۔ اتنی دراز (لمبی) عبارت کیوں ارشاد فرمائی۔ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اے جبریل اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی علم ہے اور تم کو بھی۔ اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرانا مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ جواب سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ فأخبرني عن أماراتها یعنی تو قیامت کی نشانیاں ہی بتادیجئے۔ اس پر حضور ﷺ نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ، اولاد نافرمان ہوگی اور کمین (کم ظرف) لوگ عزت پائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ جس کو قیامت کا بالکل علم ہی نہ ہو اُن سے اُس کے نشان پوچھنا کیا معنیٰ؟ نشان اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔

---

[57] (مسند احمد، باب اول مسند عمر بن الخطاب رضی الله عنه، 317/1، الحديث 367، دار الحديث القاهرة، الطبعة: الأولى، 1416 هـ 1995 م)

حضور پُرنور ﷺ نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔ مشکوٰۃ باب الجمعہ میں ہے: لَا تقوم السَّاعَةَ لَا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ [58]

یعنی قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن۔

کلمہ کی اور بیچ کی اُنگلی ملا کر فرمایا: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ [59]

ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں۔(مشکوٰۃ باب خطبہ یوم الجمعہ)

یعنی، ہمارے زمانہ کے بعد بس قیامت ہی ہے۔ اور اس قدر علاماتِ قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات نہ چھوڑی۔ آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیوں کہ ابھی دجّال نہ آیا اور نہ مَسِیح و مہدی، نہ آفتاب مغرب سے نکلا۔ اُن علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرمادیا، پھر اس دن کے علامات وغیرہ سب بتادیئے اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامات بیان کرے وہ بے علم کس طرح ہوسکتی ہے؟ نیز ہم ثبوتِ علمِ غیب میں وہ حدیث پیش کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ نے قیامت تک کے مِنْ و عَنْ (حرف بحرف) واقعات بیان کر دیئے۔ اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور ﷺ کو یہ علم ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا تو جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہ ہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت کی ابتداء دو ملی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہاء کا علم دوسری کے ابتداء کا علم ہوتا ہے۔(اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "براء الساعۃ فی علم الساعۃ" میں دیکھئے۔)

قاری قبر والا: ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگایا اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے۔ اس میں ایک آدمی معلوم ہوا جو تَبَارَکَ الَّذِی (سورہ ملک) پڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ اس کو ختم کیا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعہ کی آپ ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ سورت حفاظت کرنے والی ہے یہ نجات دینے والی ہے۔ [60]

فوائد:

(۱) صحابی کو اس صاحبِ قبر کا حال مُنْکَشِفْ (ظاہر) ہوا، اور اس نے حضور ﷺ کو خبر کر دی مگر آپ ﷺ نے اس کو منع نہیں فرمایا۔

(۲) قبر میں سورۃ ملک پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہاں کی حقیقت یہ ہے کہ عالم برزخ میں اَمْوَات معدومِ محض (مردے مطلق غائب) نہیں ہوتے ہیں، بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل اور منتقل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابنِ قیّمؒ نے ابو العباس قُرْطُبی سے نقل کیا ہے۔ ابنِ قیم نے کتاب الروح میں اور ابنِ تیمیہ نے الرد علی الکبریٰ میں نقل کیا ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے "حیوۃ الموات" میں۔

(۳) حافظ ابنِ عبدالبَر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ مومن جب کسی مومن کی قبر پر گزرتا ہے تو وہ میّت اس کو جانتی ہے کہ وہ کون ہے اگر پہلے سے اس کو جانتی تھی اور جب وہ سلام کرتا ہے تو میّت اس کو سلام کا جواب دیتی ہے۔

---

[58] (مشكاة المصابيح. كتاب الصَّلَاة. بَاب الْجُمُعَة الفصل الاول. 427/1. الحديث 1356. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985)

[59] (مشكاة المصابيح. كتاب الصَّلَاة. بَاب الْخُطْبَة وَالصَّلَاة الفصل الاول. 442/1. الحديث 1407. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985)

[60] (مشكاة المصابيح. كتاب فَضَائِل الْقُرْآن. الفصل الثانى. 663/1. الحديث 2154. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985)

(۴) یہ تو اختلافی مسائل کا حل جو فقیر نے مخالفین کے ایک مستند رسالے کے حوالے سے عرض کیا ہے۔اصل موضوع یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مرنے جینے والوں کے حالات سے باخبر ہیں ان کے مرنے کے بعد نہ صرف اس کے مُدفَنْ (قبر) کو جانتے ہیں بلکہ اس کے جملہ کَوَائِف (حالات) کو بھی جانتے ہیں نہ صرف یہ ایک حدیث بلکہ درجنوں روایات اس پر شاہد ہیں۔ بخاری شریف میں ان دو قبر والوں کا حال اور ان کے اعمال کی خبر دی اوران پر عذاب کی بھی۔[61] تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "مزارات پر پھول ڈالنے کا ثبوت"۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللّٰہ عنہ: منقول ہے کہ مسلمانوں نے قُسْطُنْطُنِیَہ (استنبول) کا محاصرہ کیا ہوا تھا جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اتفاق سے بیمار ہوئے اور یقین ہو گیا کہ آخری وقت ہے۔وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد جنازہ کو لے کر حملہ کریں اور دشمن کی زمین میں جہاں تک گھس سکتے ہو گھستے چلے جائیں۔ آخری نقطہ جہاں تک رسائی (پہنچ) ہو اسی میں دفن کر دینا۔

جنازہ لے کر مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور غنیم (حملہ آور) کو پَسپا (پیچھے) کرتے ہوئے فصیل (قلعہ) کی دیوار تک پہنچ گئے ،وہیں قبر کھود کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا۔ محمد فاتح نے جب صدیوں بعد قسطنطنیہ فتح کیا تو خواب میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قبر کا نشان دیا۔ اسی پر جامع ابی ایوب تیار ہوئی۔(تدوین حدیث مناظر احسن دیو بندی)

فوائد:

(۱) ثابت ہوا کہ اللہ والوں کو اپنی موت کا علم ہو تا ہے۔

(۲) آئندہ کے واقعات سے باخبر ہوتے ہیں۔

(۳) صحابہ کرام اور تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ اللہ والوں کی برکتوں سے مشکلیں حل ہوتی ہیں ورنہ بَقَوْل وہابیہ ، دیوبندیہ اگر یہ عقیدہ شرکیہ ہوتا تو نہ صحابی رسول ﷺ ایسی وصیت فرماتے اور نہ ہی صحابہ و تابعین اس پر عمل کرتے۔

(۴) اللہ والے بعدِ وِصال (مرنے کے بعد) زندہ ہوتے ہیں اور زندوں کو معاملات کی رَہْبَرِیْ (رہنمائی) کرنے کی بھی طاقت واختیار رکھتے ہیں۔

(۵) اللہ والوں کی یاد گار اوران کے آثار تادیر (طویل مدت تک) قائم رکھنے کے لئے مزارات پر یا ان کے ارد گرد عمارات بنانا جائز ہیں۔

(۶) یہی عقائد اَسْلَاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے تھے جو وراثت میں صرف اہلسنّت (بریلوی) کو نصیب ہوئے ورنہ ایسی باتوں کو تو وہابی دیوبندی اوران کی تمام پارٹیاں شرک کہتی ہیں۔(فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ)[62]

[61] (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الجرید علی القبر، 106/4، الحدیث 1361، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ)

[62] الحشر: 2 ترجمہ: تو عبرت لو اے نگاہ والو

اُم المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا مدفن: آپ مکہ معظمہ میں بیمار ہوگئیں، آپ کے اَعزۂ واَقارِب گھبرائے کہ ابھی موت آئی گی، کیونکہ آپ پر نَزْع(موت) کی حالت طاری تھی آپ نے فرمایا:

أَخْرِجُونِي مِنْ مَكَّةَ. فَإِنِّي لَا أَمُوتُ بِهَا. إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي أَنِّي لَا أَمُوتُ بِمَكَّةَ۔[63] (رواہ البیہقی)

مجھے مکہ سے نکالو کیونکہ میں یہاں نہیں مرونگی اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ تم یہاں نہیں مروگی۔

فوائد:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا مدفن بتادیا یہی ہمارا موضوع ہے کہ بی بی کا مدفن مکہ معظمہ نہیں۔

(۲) اس ارشاد کا مشاہدہ آج ہر حاجی اور زائرِ مدینہ (مدینہ کی زیارت کرنے والا) کو ہورہاہے کہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار مکہ معظمہ سے باہر شارع الہجرہ (جو سڑک مدینہ پاک کو جارہی ہے) علاقہ نوار (مسجد عائشہ تنعیم کے بعد) میں سڑک کے کنارے غَرْبی جانب (مغربی جانب) ایک کمرہ میں ہے۔ فقیر بارہا (اکثر وبیشتر) زیارت سے مشرف ہوا ہے اور نَاظِرِیْن (دیکھنے والوں) کو دعوتِ زیارت ہے، اور ساتھ ہی گزارش ہے کہ عقیدۂ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا پر مضبوط ہوجایئے کیونکہ وہ مکہ میں مرنا گوارہ نہیں کررہیں حالانکہ ہر مومن کی تمناہے کہ مکہ (جنۃ المعلی) میں دفن نصیب ہو۔ لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے انکار کردیا تاکہ علمِ غیب رسول اللہ ﷺ کے عقیدہ پر استحکام (مضبوطی) کا اظہار ہو۔

بسا اوقات (کبھی کبھی) حضور سرورِ عالم ﷺ بعض واقعات (قبل از وقت یا عین وقت) کی ایسے طَرِیْق (انداز) سے خبر دیتے گویا آپ ﷺ واقعہ کو آنکھوں سے معائنہ فرمارہے ہیں یا گویا آپ ﷺ وقوعِ وقت کے وقت موجود ہیں۔

چنانچہ غزوۂ موتہ (ملک شام) کی یوں خبر دی، حدیث شریف میں ہے:

عن أنس رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم، نعى زيدا، وجعفرا، وابن رواحة للناس، قبل أن يأتيهم خبرهم، فقال «أخذ الراية زيد، فأصيب، ثم أخذ جعفر فأصيب، ثم أخذ ابن رواحة فأصيب، وعيناه تذرفان حتى أخذ سيف من سيوف الله حتى فتح الله عليهم۔[64] (رواه البخاری)

یعنی صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید و جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع خبر آنے سے پہلے لوگوں کو دے دی۔ اور آپ نے فرمایا کہ زید نے نشان لیا تو وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفر نے نشان لیا، تو وہ شہید ہوئے۔ پھر ابن رواحہ نے نشان لیا، تو وہ شہید ہوئے۔ اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا۔ اور فتح حاصل ہوئی۔

(بخاری نے اسے روایت کیا)

[63] (دلائل النبوة للبيهقي. جماع أبواب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم بالكوائن بعده. باب ما جاء في إخباره زوجته ميمونة بنت الحارث أنها لا تموت بمكة, فماتت بسرف سنة ثمان وثلا. 437/4. دار الكتب العلمية. سنة النشر: 1408 هـ 1988 م)

(مسند ابى يعلى. باب حَدِيثُ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. 27/13. الحديث 7110. دار المأمون للتراث دمشق. الطبعة: الأولى. 1404 1984)

[64] (صحيح البخاري. كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم. باب. 27/5. الحديث 3757. دار طوق النجاة. الطبعة: الأولى. 1422هـ)

مُوْتَہ ملک شام میں دمشق کے قریب ایک جگہ ہے۔ جو مدینہ منورہ سے بہت فاصلہ پر ہے۔ وہاں کے حاکم نے حضور ﷺ کے قاصد کو شہید کیا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے اُس کی طرف لشکر بھیجا۔ اوراُس لشکر پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ اورارشاد فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں۔ اوراگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر بنالیں۔ پس جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا۔ کہ اُس لڑائی میں یہ تینوں صاحب شہید ہوئے۔ تب لوگوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا۔ اوراللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی۔ گویا حضور ﷺ نے اس واقعہ کے وقوع سے پیشتر لوگوں کو بطورِ اخبار بالغیب (غیب کی خبر دیتے ہوئے) خبر کردی بلکہ ایک روایت میں ہے کہ فتح کے بعد جب قَاصِدْ (پیغام لے جانے والا) خبر لے کر آیا تو فرمایا کہ جنگ میں یوں ہوا اور ایسے ہوا وغیرہ وغیرہ۔

نجاشی کے مرنے کی خبر: حضوراکرم ﷺ نے نجاشی شاہ حبشہ کے مرنے کی تاریخ پہلے بتادی۔ چنانچہ صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے نجاشی بادشاہِ حبشہ کی موت کی خبر اُسی دن دی جس دن وہ مرا اور آپ نے صحابہ کے ہمراہ عید گاہ کی طرف جاکر نجاشی کی نمازِ جنازہ مل کر پڑھی اور چار تکبیریں فرمائیں۔[65]

نجاشی ملکِ حبشہ کے بادشاہ کالقب تھا۔ جو کوئی وہاں کا بادشاہ ہوتا تھا اُسے نجاشی کہتے تھے۔ اِس نجاشی کانام اَصْحَمَہ تھا۔ جو پہلے عیسائی تھا۔ لیکن جب حضور ﷺ کا نامۂ مبارک جس میں اس کو دعوتِ اسلام دی گئی تھی پہنچا تو وہ مسلمان ہوگیا۔ اوراُس نے کہا کہ جس پیغمبر کی خبر پچھلی کتابوں میں ہے وہ یہی ہیں ۔ اور بڑے اعتقاد اور نیاز مندی سے پیش آیا۔[66] جب اُس نے انتقال کیا تو حضور ﷺ نے بغیر کسی کے اطلاع دینے کے محض غیب دانی (علمِ غیب) سے اُسی دن اُس کی موت کی خبر دی اور غائبانہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت کی دلیل: اس حدیث کی بناپر شافعی اور غیر مقلد لوگ غائبانہ جنازے کی نماز پڑھتے ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک غائبانہ جنازے پر نماز پڑھنا درست نہیں۔ چنانچہ ہماری طرف سے اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ چونکہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ پر مُنْکَشِفْ (ظاہر) ہوگیا تھا۔ اسی لئے ان کے سوا دوسروں کا قیاس نہیں کیا جاسکتا اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات سے ہے[67] اور خصوصیات پر قیاس کرنا ممنوع ہے جیسے آپ کا چار سے زائد بیک وقت (ایک وقت) نکاح کرنا جائز ہے لیکن دوسروں کے لئے حرام ہے، علاوہ ازیں آپ ﷺ اور صحابہ، تابعین سے ثابت نہیں کہ کسی کا غائبانہ جنازہ پڑھا ہو۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "غائبانہ نماز جنازہ"۔

غائبانہ نماز جنازہ ناجائز ھے: ہمارے دور میں غیر مقلدین جواز کے نہ صرف قَائِلْ (ماننے والے) ہیں بلکہ اسے اپنا مَشْغَلَہ (معمول) بنا رکھا ہے اور دیوبندی اور بعض سیاسی لیڈروں کے لئے دباؤ میں آکر غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھادیتے ہیں۔ پہلے تو فقیر نے اس مقام پہ اِختصار کرکے اپنے رسالہ کا مشورہ دیا ہے اب سے قدرے تفصیل (کچھ تفصیل) سے عرض کرتا ہوں یاد رہے کہ "فقہ حنفی" کی رُوْ (اعتبار) سے نمازِ جنازہ غائبانہ مشروع (جائز) نہیں اور سراجِ امت سیدنا امام

---

[65] (سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على النجاشي، 490/1، الحديث 1534، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

[66] (سيرة الحلبية، ذكر كتابه صلى الله عليه وسلم للنجاشي ملك الحبشة على يد عمرو بن أمية الضمري رضي الله عنه، 348/3، دار المعرفة، سنة النشر: 1400)

[67] (در المختار، كتاب الصلاة، باب: صلاة الجنازة، 17/1، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1423هـ 2002م)

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہی ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ فروعی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں بہت ہی مضبوط و مُستحکَم ہے۔ اس مسئلہ کے دلائل یہ ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کو جنازۂ مسلمین میں شرکت کا اس درجہ خیال تھا کہ آپ نے صحابہ کو ہدایت فرمادی تھی کہ جب بھی کسی مسلمان کا انتقال ہو تو مجھے ہر حال میں اطلاع دی جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میت پر میرا نماز پڑھنا رحمت و برکت ہے، میں ان قبروں کو نماز پڑھ کر روشن و منور فرمادیتا ہوں۔[68] (ابن ماجہ)

مگر بایں کمالِ اہتمام (اس قدر کامل اہتمام کے باوجود) ہم دیکھتے ہیں کہ زمانۂ نبوت میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کے علاوہ دیگر مقامات پر انتقال کر گئے مگر کسی صریح و صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی ہو۔[69] حتی کہ واقعہِ بیرِ مَعُونَہ میں ستر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو کفار نے دھوکہ سے شہید کردیا نبی کریم ﷺ کو ان کی شہادت کا اس قدر شدید صدمہ ہوا کہ آپ ﷺ نے پورے ایک ماہ خاص نماز کے اندر ان کفار پر دعا (دعائے ضرر) کی اور لعنت فرمائی، مگر ان تمام وجوہ کے باوجود یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ان ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی ہو۔[70] نبی کریم ﷺ کا بِلا عذر (عذر کے بغیر) بالقصد (ارادہ کے ساتھ) ان تمام صحابہ کرام کا غائبانہ نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اسی امر کی روشن دلیل ہے کہ غائب کا جنازہ پڑھنا امر شرعی و مشروع (جائز) نہ تھا۔ نیز حضور اقدس ﷺ نے بھی کسی صریح و صحیح حدیث پاک میں نمازِ جنازہ غائبانہ کا حکم نہیں دیا۔

غیر مقلدین کے دلائل کا رَدّ: باوجود یکہ ہمہ غیر مقلدین کی طرف سے نمازِ جنازہ غائبانہ کے جواز کے لئے تین واقعات سے اِستِدلال (دلیل پکڑنا) کیا جاتا ہے اول نبی کریم ﷺ نے حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا نمازِ جنازہ پڑھا حالانکہ ان کی وفات حبشہ میں ہوئی تھی۔[71] (بخاری)

جواب ۱: نجاشی کا جنازہ حضور اقدس ﷺ کے لئے ظاہر کردیا گیا تھا لہٰذا یہ جنازہ حاضر پر ہے غائب پر نہیں۔[72]

(عینی شرح بخاری، جلد ۴، صفحہ ۲۵/فتح الباری)

اسی طرح "البحر الرائق" میں ہے کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ نے جو نمازِ جنازہ پڑھائی تو ابنِ ہمام نے فرمایا:

یہ نمازِ جنازہ غائبانہ نہ تھی بلکہ حضور ﷺ کے لئے ان کی میت ظاہر کردی گئی تھی اگر میت سامنے حاضر ہو اور مقتدیوں کو نظر نہ آئے تو جواز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔[73]

---

[68] (سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على القبر، 489/1، الحديث: 1528، المكتبة العلمية)

[69] (عمدة القاري، بابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ، 22/8، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[70] (صحيح البخارى، كتاب الجهاد والسير، باب من ينكب في سبيل الله، 18/4، الحديث 2801، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[71] (صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب من صف صفين أو ثلاثة على الجنازة خلف الإمام، 86/2، الحديث 1317، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[72] (عمدة القاري، باب الصفوف علي الجنازة، 119/8، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[73] (البحر الرائق، كتاب الجنائز، 218/1، دار احياء التراث العربي، الطبعة: الاولى 1422هـ 2002م)

جواب ۲: "صلوٰۃ" کا معنی دعائے مغفرت بھی ہے اس لئے ممکن ہے کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہو کہ حضور ﷺ نے نجاشی کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔[74]

جواب ۳: غیر مقلد اہل حدیث ابنِ قیِّمِ جَوزِیُ نے لکھا ہے کہ اہلِ اسلام میں سے خلق کثیر (کثیر مخلوق) کی وفات ہوئی مگر نبی کریم ﷺ نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور نجاشی کی جو نمازِ جنازہ غائبانہ آپ ﷺ نے ادا فرمائی، اس میں تین اختلافی اقوال ہیں۔ امام شافعی اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس کی روشنی میں ہر غائب کی نمازِ جنازہ ہے۔ اصحاب امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ چوں کہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے اس لئے دوسروں کے لئے جائز نہیں[75] اور اس خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا ہو اور آپ نے "حاضرِ میت" کے طور پر نماز جنازہ پڑھی ہو،[76] اس صورت میں صحابہ رضی اللہ عنہ کے نہ دیکھنے کا عذر نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ وہ نمازِ جنازہ میں آپ ﷺ کے تابع تھے، لہٰذا امام کا دیکھنا کافی تھا۔ اگرچہ انہوں نے نہ دیکھا ہو اور چوں کہ کسی اور کے لئے اتنی مسافت سے ایسا مُشَاہِدَہ نہیں ہو سکتا اس لئے وہ غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے علاوہ دیگر غائبین (دوسرے غائب لوگوں) کے لئے نمازِ جنازہ آپ سے مَنْقُوْل (قول) نہیں۔[77]

فائدہ: اس جواب سے یہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے لئے قُرب وبُعْد (قریب ودور) کی قید نہیں اور نہ ہی آپ کے لئے کوئی شے حجاب (غائب) ہے۔

سوال: حضرت معاویہ مُزَنِی رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ میں ہوا اور حضور ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ تبوک میں پڑھی۔[78]

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے، ائمہ حدیث، عُقَیلی، ابن حبان، بیہقی، ابو عمر ابن عبد البر، ابن جوزی، علامہ ذہبی اور نَوَوِی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ضعیف حدیث سے احکام ثابت نہیں ہوتے اگرچہ فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔ یہ حدیث متعدد طُرُق (کئی اسناد) سے مروی ہے اور ائمہِ حدیث نے اس کے راویوں کو مجہول، کذاب، ضعیف، منکر الحدیث اور متروک الحدیث (یہ راویوں پر طعن کی صورتیں ہیں) قرار دیا ہے۔[79]

علامہ عبد البر نے فرمایا: اس روایت کی سب سندیں ضعیف ہیں اور احکام کے بارے میں حُجَّتُ (دلیل) نہیں۔[80] (اصابہ ، میزان ، استیعاب)

سوال: جنگ مُوْتَہ میں حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طَیَّارْ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگر شہید ہوئے ہیں، یہ تینوں اسلامی فوج کے کور کمانڈر (Corps Commander) تھے، پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کی شہادت کے بعد جعفر طیار رضی اللہ عنہ ان کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن

---

[74] (در المختار ,كتاب الصلاة, باب: صلاة الجنازة ,17/1, دار الكتب العلمية, الطبعة: الأولى, 1423ھ 2002م)

[75] (در المختار ,كتاب الصلاة, باب: صلاة الجنازة ,17/1, دار الكتب العلمية, الطبعة: الأولى, 1423ھ 2002م)

[76] (البحر الرائق ,كتاب الجنائز ,218/1, دار احياء التراث العربي , الطبعة: الاولى 1422ھ 2002م)

[77] (زاد المعاد, فَصْلٌ فِي الصَّلَاةُ عَلَى الْغَائِبِ ,500/1, مؤسسة الرسالة, بيروت, الطبعة: السابعة والعشرون ,1415ھ/1994م)

[78] (الاستيعاب, باب معاوية بْن مُعَاوِيَةَ الْمُزَنِيُّ ,1423/3, دار الجيل, بيروت, الطبعة: الأولى, 1412ھ 1992م)

[79] (سير اعلام النبلاء, باب وفى رجب غزوة تبوك ,242/2, مؤسسة الرسالة, الطبعة: الثالثة, 1405ھ/ 1985م)

[80] (الاستيعاب, باب معبد بن اكثم الخزاعي.. ,1425/3, دار الجيل, بيروت, الطبعة: الأولى, 1412ھ 1992م)

رواحہ رضی اللہ عنہ ان کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت فتح ہوئی۔(81) بہر حال ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ جنگ موتہ میں شہید ہونے والے قَائِدِیْن (قیادت کرنے والے) کی نمازِ جنازہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ادا کی۔

جواب: یہ حدیث دو طریقوں سے ثابت ہے اور دونوں طریقوں سے مُرْسَلْ (حدیث کی ایک قسم) ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے راوی وَاقِدِیُ ہیں اور امام ذہبی نے بیان کیا ہے کہ واقدی کے مَتْرُوْک (سند میں اعتبار نہ کرنا) ہونے میں اجماع ہے اور یہ کہ اس حدیث میں "صلوٰۃ" صرف دعائے مغفرت کے معنی میں ہے جیسا کہ اس حدیث کے قرائن سے واضح ہے۔

ابن تیمیہ کا فیصلہ: غیر مقلدین ابن تیمیہ کو اپنا امام اور شیخ الاسلام مانتے ہیں اس کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

ابن تیمیہ کے نزدیک صحیح مسئلہ اس طرح ہے کہ اگر کسی غائب کی کفار کے علاقہ میں وفات ہوئی اور وہاں اس پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی ہو تو ایسے شخص کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی جائے گی لیکن جس کی وفات ایسی جگہ ہوئی کہ وہاں اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی تو ایسے شخص کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ کیوں کہ وہاں لوگوں کے اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کی وجہ سے فرض سَاقِطْ (ختم) ہو گیا ہے۔(82) (زاد المعاد، ابن قیم، جلد ا صفحہ ۱۴۵ ملخصاً)

غیر مقلدین کے روپڑی کا فتویٰ:

روپڑی صاحب نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے: جنازہ غائبانہ کی بَابَتْ (متعلق) بہت اختلاف ہے حنفیہ وغیرہ کے علاوہ کئی اہل حدیث بھی اس کے قائل (ماننے والا) نہیں۔ نجاشی کی حدیث کی بابت کہتے ہیں کہ وہ غیر ملک میں فوت ہوا، اس کے والی وارث کافر تھے، ظاہر یہی ہے کہ وہاں اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں پڑھا۔ خطابی نے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور محقق مقبلی نے اسی کو اختیار کیا وریانی نے بھی اسی کو پسند کیا ہے اور ابو داؤد نے اس پر باب باندھا ہے۔ غرض کہ جنازہ غائب کی بابت اس قسم کے اختلاف ہیں، میری کسی طرح تسلی نہیں اس لئے میں خود جنازہ غائب نہیں پڑھا کرتا۔

(تنظیم اہلِ حدیث، ۱۱ جون ۱۹۶۵ء)

نوٹ: بقدرِ ضرورت چند معروضات عرض کر دیئے ہیں تفصیل و تحقیق کے لئے امام اہلسنّت مجدد دین وملّت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ "الحادی الحاجب" اور ان کے فیض سے فقیر کا رسالہ "غائبانہ نمازِ جنازہ" کا مطالعہ کریں۔

خواجہ قطب الدین: حضرت خواجہ قطب الدین اَوْشی کَاکِی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز سیدنا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ(83) اور سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب نے ان کو خِرْقَہ (درویشی لباس ایک طرح کا جبہ) و خلافت عطا فرما کر حکم دیا کہ ہندوستان جاؤ اور دہلی میں قیام کرو چنانچہ حضرت دہلی میں آئے اور یہاں آکر قیام کیا۔ یہ زمانہ سلطان شمس الدین التمش کی حکومت کا تھا۔(84) یہاں حضرت اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تھے، لیکن ان پر ہر

---

[81] (صحیح البخاری، کتاب أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب، 27/5، الحدیث 3757، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ)

[82] (زاد المعاد، فَصْلٌ فِي الصَّلَاةُ عَلَى الْغَائِبِ، 501/1، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ: السابعۃ والعشرون، 1415ھ/1994م)

[83] (شرح اخبار الاخیار، باب حضرت خواجہ قطب الدین اوشی علیہ الرحمۃ، 90/1، رضا دار الاشاعت بریلی، اشاعت جدید 2016)

[84] (شرح اخبار الاخیار، باب حضرت خواجہ قطب الدین اوشی علیہ الرحمۃ، 96/1، رضا دار الاشاعت بریلی، اشاعت جدید 2016)

وقت اِستِغراق[85] اور مَحْوِیَت(گہری سوچ) کی حالت طاری رہتی تھی۔ میں نے اپنے حضرت سے سنا ہے کہ جب اہل دنیا ان کے پاس آتے تھے تو حضرت کبھی کبھی عالمِ مَحْوِیَت(گہری سوچ کے عالَم) سے باہر آکر ان سے باتیں کرلیا کرتے تھے اسکے بعد پھر عالمِ اِستِغراق میں چلے جاتے تھے۔[86]

(تاریخ اولیاء ،نظامی بنسری، صفحہ ۱۲۳)

آپ کو اوشی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ اوش بستی کے باشی(رہنے والے) تھے اور کاکی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ متوفی ۷۲۵ھ فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ نے آپ کو اجازت دے رکھی تھی کہ اگر ضرورت ہو تو پانچ سو درہم قرض لے کر خرچ کرلیا کریں جب دو تین دن فَاقَہ (کھانے کے لئے کچھ نہ) ہوتا تو آپ کی حرم پاک (اہلیہ محترمہ) شرف الدین بَقّالؒ سے جو آپ کا ہمسایہ تھا بقدر ضرورت قرض لے کر خرچ کرتیں۔ ایک دن بقال کی عورت نے کہا ہم ہمسایہ نہ ہوتے تو معلوم نہیں ان لوگوں کا کیا حال ہوتا حرم شریف(اہلیہ) نے یہ بات حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کردی۔ آپ نے فرمایا آئندہ جس چیز کی ضرورت ہو بسم اللّٰہ پڑھ کر اس طاق میں ہاتھ ڈال کرلے لیا کرو۔ حرم خواجہ جس وقت طاق میں ہاتھ ڈالتیں گرم کاک(روٹی) نکال لیتیں اس سے ان کے گھر کے لوگوں کی گزر اوقات ہو جاتی تھی اسی وقت سے حضرت خواجہ کا خطاب کاکی ہو گیا۔ (مراۃ الاسرار صفحہ ۱۹٦)

مدفن کی نشاندھی: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے مدفن کی نشاندہی فرمادی تھی چنانچہ سِیَرُ الاولیاء میں سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن آپ نماز سے فارغ ہو کر اس جگہ پہنچے جہاں اس وقت آپ کا مزار مبارک ہے۔ اس زمانے میں وہ زمین غیر آباد تھی اور وہاں کوئی قبر اور گنبد نہ تھا، آپ وہاں کھڑے ہوگئے اور تَاَمُّلْ(غورو فکر) کرنے لگے جو عزیز ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے اور خلقت(لوگ) آپ کے انتظار میں ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ گھر تشریف لے چلیں، آپ نے فرمایا:"مرا ازیں زمین بوئے دلہاے آید"

مجھے اس سرزمین سے بوئے دلہا یعنی دلوں کی خوشبو آتی ہے۔

آپ نے مالک زمین کو طلب فرمایا اوراپنی قبر کے لئے زمین خرید لی سلطان المشائخ یہ بیان فرما کر آبدیدہ(آنسو بہانے والے) ہوگئے کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا کہ "مراازیں زمین بوئے دلہامی آیدہ"

سبحان اللہ کون کون سے بزرگ اس زمین کے اندر آسودہ راحت(سکون وآرام میں) ہیں اوراس وقت خَلقَت کو فیض پہنچارہے ہیں۔ (مراۃ الاسرار ،صفحہ ۱۹٦)

وصال مبارک: آپ کے وصال کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے آپ کو سَمَاعْ (صوفیانہ محفل سماع) سے بڑا شَغَفْ (بہت زیادہ لگاؤ) تھا اور بہت زیادہ سماع سنتے تھے سِیَرُ العَارِفِیْن میں سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ ایک دفعہ علی سَنْجَرِی کی خانقاہ میں مجلس سماع گرم تھی درویشانِ اہلِ حال اوراہلِ کمال (صوفی حضرات) موجود تھے خواجہ قطب الدین والاسلام بھی تشریف رکھتے تھے قوال شیخ احمد جام کا شعر گا رہے تھے:

---

[85] (تصوف) خدا کی صفات و اسماء کے ذکر و فکر میں بے خودی کا عالم

[86] (شرح اخبار الاخیار ،باب حضرت خواجہ قطب الدین اوشی علیہ الرحمۃ .91/1 ,رضا دار الاشاعت بریلی .اشاعت جدید 2016)

جو لوگ رضا اور تسلیم کے خنجر سے کُشتہ (قتل) ہو جاتے ہیں ان کو ہر وقت غیب سے ایک نئی زندگی ملتی ہے۔

اس پر خواجہ قطب الاسلام کو حال (ایک کیفیت جسکا تعلق تصوف سے ہے) آگیا اور بے ہوش ہو گئے۔ شیخ محمد عطا عرف قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی آپ کو گھر لے آئے قوال بھی ساتھ چلے آئے تین دن رات تک آپ اسی حال میں مُستَغرَق رہے اور قوالوں کو اسی بیت (شعر یا مصرعہ) کا حکم فرماتے رہے اور وجد (مخصوص کیفیت میں رقص) کرتے رہے تیسرے دن اِستِغرَاق کا غلبہ زیادہ ہو گیا قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدرالدین غزنوی نے کہا کہ آپ کے خلفاء میں سے کس کے لئے حکم ہے کہ آپ کی مسند پر بیٹھے۔ آپ نے فرمایا دستار، خِرقَہ، مصلیٰ اور نعلین چوبیں (لکڑی کے جوتے) جو خواجہ بزرگ سے مجھے ملے ہیں شیخ فرید الدین مسعود کو پہنچا دینا کیونکہ میرے جانشین وہی ہیں یہ کہہ کر آپ نے جانِ مشاہدہ حق میں تسلیم کر دی (وصال فرماگئے)۔

شیخ بدرالدین غزنوی کہتے ہیں کہ خواجہ کی وفات کی رات مجھ پر غنودگی (اونگھ) طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ خواجہ اوپر کی طرف جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: "اے بدر الدین دوستان حق کے لئے موت نہیں ہے"

جب میں بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ کی وفات بروز دوشنبہ چودہ تاریخ ماہ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہوئی۔ (مراۃ الاسرار ۶۹۵)

آپ کا مزار مبارک شمسی تالاب کے قریب ہے۔ مزار مبارک پر آج بھی انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ اسی طرح کے بیشمار واقعاتِ اولیاء ہیں۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں تا کہ مضمون طویل نہ ہو۔[87]

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

بروز اتوار بعد صلوۃ الظہر

[87] (مراۃ الاسرار ,باب حضرت خواجہ قطب الدین اوشی علیہ الرحمۃ . 1/684 الی 695, ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور . اشاعت 1993)